ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

عہد خلفاء راشدین میں اختلاط مرد وزن کی نوعیت: تعلیمی ضروریات میں مردوں کے معلمی کردار کا تجزیاتی مطالعہ

"The Nature of Gender Interaction during the Era of the Rightly Guided Caliphs:An Analytical Study of Men's Pedagogical Role in Meeting Educational Needs "

Aisha Shafqut
Lecturer, Gulab Devi Educational Complex, Lahore, Pakistan.
Email: musyyebahmad@gmail.com

Abstract

This study examines the jurisprudential and hadith-based legitimacy of male preaching in women's gatherings within the framework of Islamic law. It explores the Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and classical juristic interpretations concerning the moral, ethical, and social dimensions of male religious instruction for women. The research emphasizes the balance between the necessity of women's religious education and the observance of modesty, segregation, and the prevention of fitnah (temptation). It also analyzes the practical applications of these rulings in contemporary contexts, including educational institutions, religious congregations, and digital platforms. Drawing on the opinions of classical scholars and contemporary jurists, the study concludes that male preaching to women is permissible under specific conditions that ensure modesty, respect, and adherence to Shari'ah principles.

Keywords:
Women's education, Islamic jurisprudence, Prophetic traditions, modesty, gender interaction, Shari'ah regulations, religious preaching, contemporary fatwas.

اسلامی تعلیمات میں عورتوں کی تربیت، اصلاح اور تعلیم کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ عورت نصفِ انسانیت ہے اور اس کی دینی بصیرت براہِ راست خاندان اور معاشرے کی روحانی و اخلاقی بنیادوں کو مضبوط کرتی ہے۔ قرآن و سنت نے مرد و عورت دونوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا معاون قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ: 71)

یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔

یہی اصول اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ دین کی تعلیم و دعوت مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ تاہم شریعت نے ان دونوں کے مابین تعلقات اور میل جول کے آداب و ضوابط بھی واضح کر دیے ہیں تاکہ حیا، عفت اور طہارتِ نفس کا نظام محفوظ رہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عورتوں کے لیے علیحدہ مجالسِ وعظ و نصیحت کا اہتمام کیا جانا اسی توازن کا مظہر ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اسی بنیادی سوال کا علمی و فقہی تجزیہ کرنا ہے کہ عورتوں کی مجالس میں مرد کا خطاب شرعاً کہاں تک جائز ہے اور اس کے شرعی آداب و قیود کیا ہیں؟ اس ضمن میں قرآن و سنت کے نصوص، آثارِ صحابہ، فقہائے اربعہ کے اقوال، اور معاصر علماء کی آراء کو بنیاد بنا کر ایک جامع تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دین کی دعوت اور عورتوں کی تعلیم ایک مقدس فریضہ ہے، لیکن اس کے لیے شرعی حدود کا لحاظ، پردے کا اہتمام، اور اخلاقی ذمہ داریوں کا شعور لازمی ہے۔ یوں یہ مطالعہ دعوتِ اسلامی کے میدان میں ایک متوازن راہِ عمل تجویز کرتا ہے، جو دینی تربیت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے معاشرتی پاکیزگی اور شرعی وقار کو بھی برقرار رکھتا ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

مبحث اول: عورتوں کی اصلاح و تعلیم کا شرعی پس منظر

یہ موضوع دراصل اسلامی تعلیمات کے اس پہلو پر روشنی ڈالتا ہے جس میں عورتوں کی دینی تربیت، اصلاح اور تعلیم کے حوالے سے شرعی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف معاشرتی اکائی کے طور پر تسلیم کیا بلکہ اس کی فکری و روحانی تربیت کو امتِ مسلمہ کی اصلاح کے بنیادی عناصر میں شامل کیا۔ قرآن و سنت میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کو مردوں کی طرح دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں عورتوں کے لیے تعلیم و تبلیغ کے خصوصی انتظامات اور جداگانہ مجالس کا اہتمام اس امر کا ثبوت ہیں کہ شریعتِ اسلامیہ نے عورت کی فکری و روحانی بالیدگی کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا۔ فقہی و حدیثی ذخیرے میں عورتوں سے علیحدہ خطاب کے متعدد شواہد موجود ہیں جن کی بنیاد پر فقہاء نے اس امر کے ضوابط اور آداب متعین کیے ہیں۔

1۔ عورتوں کی دینی تربیت کی اہمیت قرآن و سنت کی روشنی میں

اسلامی شریعت کی بنیاد تعلیم و تزکیہ پر قائم ہے، اور یہ فریضہ مرد و عورت دونوں کے لیے مساوی طور پر لازم ہے۔ قرآن مجید نے ایمان والوں کو یاد دہانی اور نصیحت کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [1]

"اور نصیحت کرو، بے شک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔"

یہ قرآنی اصول انسانی معاشرے کے تمام طبقات پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ مفسرین نے اس آیت سے عمومی تذکیر کا حکم اخذ کیا ہے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم کسی خاص صنف سے متعلق نہیں بلکہ ایمان کے وصف سے مشروط ہے، اور چونکہ ایمان عورت و مرد دونوں میں یکساں وصف ہے، اس لیے نصیحت و تعلیم کی ذمہ داری بھی مشترک ہے۔ [2]

اسی نوعیت کی جامع آیت سورۂ توبہ میں مذکور ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ [3]

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔"

یہ آیت ایمانی اخوت اور باہمی تعاون کے تصور کو اجاگر کرتی ہے۔ امام قرطبی نے اس مقام پر تصریح کی ہے کہ "اولیاء" کا مفہوم نصیحت، تعاون اور اصلاح کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ یعنی عورت بھی دینی اصلاح کے میدان میں شریکِ کار ہے۔ [4]

امام ابن عاشور نے "بعضهم اولیاء بعض" سے یہ استنباط کیا کہ دین کی بقا اس وقت ممکن ہے جب مرد و عورت دونوں تعلیم و تزکیہ کے عمل میں حصہ دار ہوں، اور کسی ایک صنف کو اس سے الگ کر دینا اسلامی معاشرت کے توازن کو بگاڑ دیتا ہے۔ [5]

---

[1] الذاریات:55

[2] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Al-Tafsīr al-Kabīr (Cairo: Dār al-Fikr, 1981), 27: 75

[3] التوبہ:71

[4] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1967), 8: 188

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

2۔ عورتوں سے علیحدہ خطاب کے واقعات

نبی اکرم ﷺ کی سیرت اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ آپ نے عورتوں کی دینی تربیت کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ[6].

"ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن شریک ہوا۔ آپ نے نماز ادا کی، پھر خطبہ دیا، پھر عورتوں کے پاس آئے، انہیں نصیحت فرمائی، یاد دہانی کی اور صدقہ دینے کا حکم دیا۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مردوں کے عمومی خطاب کے بعد عورتوں کے لیے الگ نصیحت کا اہتمام کیا۔ شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ یہ طرزِ عمل عورتوں کی اصلاح اور ان کی خصوصی تعلیم وارشاد کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث عورتوں کے لیے علیحدہ وعظ ونصیحت کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے، بشرطیکہ پردہ وآداب کی حدود قائم رہیں۔"[7]

اسی نوعیت کی مجالس نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر منعقد فرمائیں، مثلاً حدیثِ بیعت النساء میں عورتوں سے براہِ راست خطاب کیا اور ان کے ساتھ عہدِ اطاعت وپرہیز گاری لیا۔[8]

ان واقعات سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ عورتوں کے لیے علیحدہ مجالس قائم کرنا محض جواز کا معاملہ نہیں بلکہ سنتِ نبویہ کا عملی مظہر ہے۔ امام ابن حجر نے اسے "تعلیمِ نساء کے خصوصی اسلوب" سے تعبیر کیا ہے، جو امت کے لیے ایک تربیتی اسوہ ہے۔[9]

3۔ شرعی نصوص سے اصولی استنباط

ان قرآنی وحدیثی دلائل سے فقہاء نے متعدد اصول اخذ کیے ہیں جن کی روشنی میں عورتوں کی اصلاح وتعلیم کے ضوابط مرتب ہوئے۔ فقہی طور پر "عمومِ نصیحت" کا قاعدہ اس بنیاد پر قائم ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکام صنفی امتیاز کے تابع نہیں۔ امام غزالی لکھتے ہیں:

"فَإِنَّ النَّصِيحَةَ وَالتَّذْكِيرَ لَا يَخْتَصُّ بِالرِّجَالِ، بَلْ هِيَ مِنْ وَظَائِفِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَمِيعًا".

"نصیحت اور تذکیر صرف مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ تمام مومنین ومومنات کی ذمہ داری ہے۔"[10]

---

[5] Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Al-Taḥrīr wa al-Tanwīr (Tunis: Dār al-Suḥnūn, 1984), 10: 138
[6] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1407 AH), 1: 985
[7] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1998), 2: 605
[8] Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH), 1: 2722
[9] Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1959), 2: 478
[10] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2005), 2: 221

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

فقہی ادب میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ عورتوں کی تعلیم اگر شرعی حدود کے ساتھ ہو، مثلاً پردہ، حجاب، اور فتنہ سے حفاظت کے اصول برقرار رہیں، تو مرد عالم یا داعی کا خطاب نہ صرف جائز بلکہ نفع عام کے لیے مستحسن ہے۔ امام ابن قدامہ نے "المغنی" میں تصریح کی ہے کہ اگر عورتیں وعظ و نصیحت کے لیے جمع ہوں تو ان سے وعظ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔[11]

اسی طرح امام شوکانی نے "نیل الأوطار" میں بیان کیا کہ نبی ﷺ کے عمل سے عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا استحباب ثابت ہے، خواہ وہ علیحدہ مجلس ہو یا پردے کے پیچھے سے خطاب۔[12]

کُلّی طور پر یہ مباحث اس حقیقت پر منتج ہوتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کی دینی تعلیم و تربیت کو نہ صرف جائز بلکہ لازم فریضہ قرار دیا، اور نبی کریم ﷺ کی سنت نے اس کے لیے باوقار اور محفوظ اسلوب متعین کیے۔ فقہاء نے انہی اصولوں کی روشنی میں عورتوں کے لیے مرد علما کے خطاب کے شرعی جواز اور حدود مقرر کیے تاکہ دعوت و اصلاح کا یہ سلسلہ شریعت کے آداب کے دائرے میں جاری رہے۔

مبحث دوم: فقہی و حدیثی تجزیہ — عورتوں کی مجلس میں مرد کا خطاب

یہ مبحث عورتوں کی مجالس میں مرد کے خطاب کے فقہی و حدیثی جواز و ضوابط پر روشنی ڈالتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے عورتوں کی تعلیم و اصلاح کے لیے مرد علما و داعیان کی شرکت کو بعض شرائط و قیود کے ساتھ مشروع قرار دیا ہے۔ اس موضوع کی اساس نبی اکرم ﷺ کے عملی طریقے، صحابۂ کرام کے تعامل، اور فقہائے امت کے اصولی استنباط پر قائم ہے۔ ان دلائل کا جامع مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ عورتوں کی مجالس میں مرد کا خطاب اگر فتنے اور بے احتیاطی سے خالی ہو تو دینی لحاظ سے جائز بلکہ مطلوب بھی ہے، کیونکہ شریعت کا مقصود فتنہ کا سدّباب اور نفعِ عام کا فروغ ہے۔

1۔ نبی کریم ﷺ کا عملی طریقہ

نبی اکرم ﷺ کی سیرت اس مسئلے میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر عورتوں کے لیے علیحدہ وعظ و نصیحت فرمائی، لیکن ہمیشہ پردے، حیا اور حدودِ شریعت کی تاکید کے ساتھ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْعِيدِ، فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ إِلَى النِّسَاءِ، فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ، تَقَعُ فِيهِ النِّسَاءُ بِصَدَقَاتِهِنَّ[13].

"جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عید کے دن نماز و خطبہ ادا فرمایا، پھر عورتوں کے پاس آئے، انہیں نصیحت کی، اور بلالؓ آپ کے ساتھ تھے، جنہوں نے اپنا کپڑا بچھایا، جس میں عورتوں نے اپنے صدقات ڈالے۔"

امام ابن حجر اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کا عورتوں کے قریب جانا تعلیم و ارشاد کے مقصد سے تھا، نہ کہ اختلاط کے لیے، اور اس میں وعظ و نصیحت کے جواز کے ساتھ ساتھ پردے اور حیا کے ضوابط کی رعایت کا عملی نمونہ موجود ہے۔[14]

---

[11] Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn, Al-Mughnī (Cairo: Maktabat al-Qāhirah, 1968), 5: 47
[12] Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī, Nayl al-Awṭār (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1997), 6: 331
[13] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1407 AH), 1: 978

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

امام نووی کے نزدیک اس حدیث سے عورتوں کو براہِ راست خطاب کرنے کا استحباب ثابت ہے، بشرطیکہ فتنہ اور بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو۔ وہ فرماتے ہیں:

"وَفِيهِ أَنَّ وَعْظَ النِّسَاءِ عَلَى الْجِدَةِ مَشْرُوعٌ، إِذَا أُمِنَتِ الْفِتْنَةُ[15]".

"اس حدیث میں عورتوں کو علیحدہ نصیحت کرنے کے مشروع ہونے کی دلیل ہے، بشرطیکہ فتنہ سے امان ہو۔"

اسی طرح حدیثِ بیعت النساء میں نبی ﷺ نے براہِ راست عورتوں کو مخاطب کیا:

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ[16]

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو، اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو۔"

اس قرآنی اسلوب سے نبی ﷺ کے خطاب میں تربیت، ادب، اور حیا کے اصول نمایاں ہوتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صرف ازواجِ مطہرات کے لیے نہیں بلکہ تمام عورتوں کے لیے تعلیم و تہذیب کا ضابطہ ہے۔[17]

2۔ صحابہ و تابعین کا عمل

عہدِ نبوی کے بعد خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ نے اسی منہج کو اختیار کیا۔ حضرت عمرؓ عورتوں کو تعلیم دینے کے لیے مخصوص اوقات مقرر کرتے تھے۔ امام ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں عورتوں کو وعظ و نصیحت کے لیے امّ ورقہؓ جیسی عالمات کو مقرر فرمایا اور گاہے خود بھی خطبہ ارشاد فرماتے۔[18]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور فتنہ سے بچاؤ کے لیے پردہ کے اصول کی سختی سے پابندی کرتے۔[19]

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عورتوں کو احکامِ طہارت اور نماز کے مسائل سکھاتے تھے، لیکن کسی براہِ راست اختلاط کے بغیر۔[20]

تابعین کے دور میں بھی عورتوں کے لیے علیحدہ مجالس کا رواج رہا۔ امام حسن بصریؒ بصرہ میں عورتوں کے لیے درس دیتے، اور ان کی مجلس میں مرد شریک نہیں ہوتے تھے۔[21]

---

[14] Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1959), 2: 478
[15] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1998), 2: 605
[16] Al Ahzaab 32
[17] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1967), 14: 179
[18] Ibn Saʿd, Muḥammad, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Beirut: Dār Ṣādir, 1960), 3: 271
[19] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1985), 7: 155
[20] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, Al-Sunan al-Kubrā (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1994), 2: 325
[21] Al-Dhahabī, Shams al-Dīn, Siyar Aʿlām al-Nubalāʾ (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1993), 4: 567

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعلیم کا عمل شریعت کے آداب کے ساتھ جاری رہا، اور مرد علما کی شرکت کو اس وقت تک پسندیدہ سمجھا گیا جب تک حیا و پردے کی حدود قائم رہیں۔

3۔ فقہاء کے اقوال

فقہائے اربعہ نے عورتوں کی مجلس میں مرد کے خطاب کو شرعاً جائز قرار دیا ہے، تاہم چند قیود کے ساتھ تاکہ فتنہ اور بے احتیاطی کا سدّباب ہو۔

فقہِ حنفی کے نزدیک اگر عورتیں پردے میں ہوں اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو مرد کا وعظ کرنا جائز ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"وَلَا بَأْسَ بِتَعْلِيمِ النِّسَاءِ إِذَا أُمِنَتِ الْفِتْنَةُ، وَإِنْ خِيفَتْ كُرِهَ"[22].

"اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورتوں کو تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔"

فقہِ شافعی میں امام نووی نے واضح کیا ہے کہ اگر عورتیں پردے کے پیچھے ہوں تو ان کے لیے وعظ جائز ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا طرزِ عمل رہا۔[23]

فقہِ مالکی کے مطابق مرد کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے بشرطیکہ خلوہ یا نرم گفتاری سے پرہیز ہو۔ امام قرطبی نے اسے "باب النصیحۃ" کے ضمن میں ذکر کیا۔[24]

فقہِ حنبلی میں امام ابن قدامہ نے تصریح کی کہ عورتوں کو وعظ و تعلیم دینا مباح ہے، لیکن "سدّ الذرائع" کے اصول کے تحت اس وقت روکا جا سکتا ہے جب کسی مفاسد کا اندیشہ ہو۔[25]

فقہی قاعدے کا اطلاق

فقہی قاعدہ "الأصل في الأشياء الإباحة مالم یرد دلیل التحریم" یعنی "اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک حرمت کی دلیل نہ آئے" اس مسئلے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ جب تک عورتوں کو خطاب کرنے میں کوئی شرعی ممانعت یا فتنہ کا خطرہ نہ ہو، یہ عمل جائز ہے۔

تاہم فقہائے امت نے اس کے ساتھ اصولِ "سدّ الذرائع" اور "درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح" کو بھی لاگو کیا ہے۔ یعنی اگر کسی حالت میں عورتوں کی مجلس میں خطاب سے فساد یا بے احتیاطی کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں خطاب ترک کرنا شرعاً افضل بلکہ واجب ہو سکتا ہے۔

امام شاطبی لکھتے ہیں:

"فَإِنَّ سَدَّ الذَّرَائِعِ مِنْ مَقَاصِدِ الشَّرِيعَةِ، وَبِهِ تَتِمُّ حِكْمَتُهَا فِي حِفْظِ الدِّينِ وَالْأَعْرَاضِ"[26].

"ذرائع کا بند کرنا شریعت کے مقاصد میں سے ہے، اسی سے دین اور عزتوں کی حفاظت کی حکمت مکمل ہوتی ہے۔"

---

[22] Al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1982), 5: 125
[23] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab (Cairo: Dār al-Fikr, 2002), 4: 232
[24] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Tadhkira bi-Aḥwāl al-Mawtā (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1998), 1: 207
[25] Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn, Al-Mughnī (Cairo: Maktabat al-Qāhirah, 1968), 5: 47
[26] Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿa (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2001), 4: 194

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یہ تمام نصوص و تجزیات مل کر اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ عورتوں کی مجالس میں مرد کا خطاب بذاتِ خود ممنوع نہیں، بلکہ شرعی آداب، حیا، اور فتنے سے احتراز کے ساتھ مشروع اور مطلوب ہے۔ نبی ﷺ کی سنت، صحابہ و تابعین کے تعامل، اور فقہائے اربعہ کی آراء اس بات پر متفق ہیں کہ دین کی ترویج اور عورتوں کی اصلاح کے لیے مرد عالم یا داعی کا خطاب ایک ضروری دینی فریضہ ہے، بشرطیکہ وہ حدودِ شرع کے دائرے میں انجام پائے۔

مبحث سوم: شرعی ضوابط و آدابِ خطابِ نسواں

یہ مبحث دراصل ان شرعی آداب و ضوابط کی توضیح کرتا ہے جو عورتوں کی مجالس میں مرد کے خطاب کے ضمن میں شریعتِ اسلامیہ نے متعین فرمائے ہیں۔ چونکہ خطابِ نسواں کا تعلق تعلیم و دعوتِ دین سے ہے، اس لیے اس کے ساتھ عفت، حیا، اور وقار کے شرعی اصولوں کی پاسداری لازم ہے۔ فقہاء و محدثین نے اس موضوع پر جو اصول بیان کیے ہیں، وہ نہ صرف عورت کے احترام اور عصمت کے محافظ ہیں بلکہ مرد داعی کو بھی اخلاقی اور ایمانی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں۔ زیرِ بحث ضوابط قرآن و سنت کے اجمالی احکام سے ماخوذ ہیں اور ہر دور میں ان کی رعایت دین و معاشرت کی تطہیر کے لیے ناگزیر ہے۔

1۔ حجاب و پردہ کا التزام

اسلام نے عورت کے لیے حجاب کو محض ظاہری لباس کا تقاضا نہیں بلکہ اخلاقی نظام کا حصہ قرار دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾[27]

"اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔"

مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ عورت کی عزت و عصمت کے تحفظ کے لیے حجاب بنیادی حکم ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حکم عورتوں کو فتنہ سے بچانے اور غیر محرم نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے نازل ہوا۔[28]

فقہاء کے نزدیک عورتوں کی مجالس میں مرد کے خطاب کی اجازت اسی وقت معتبر ہے جب عورتیں پردے میں ہوں یا پردہ دار مجلس کے پیچھے سے خطاب سنا جائے۔ امام نووی نے وضاحت کی ہے کہ "عورتوں سے خطاب اسی صورت میں جائز ہے جب پردہ برقرار رہے اور چہرے کی طرف نظر نہ ہو۔"[29]

2۔ فتنے اور اختلاط سے اجتناب

اسلامی شریعت نے فتنے کے ہر ذریعہ کو بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ[30]

---

[27] Al Ahzaab 59

[28] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1998), 3: 482

[29] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab (Cairo: Dār al-Fikr, 2002), 4: 232

[30] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1407 AH), 5: 5096

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

"میں اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا۔"

یہ حدیث فتنے سے بچنے کی جامع ہدایت فراہم کرتی ہے۔ فقہی اصول "سدّالذرائع" کا تقاضا ہے کہ ایسے تمام اسباب کو روکا جائے جو فتنہ کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ امام شاطبی نے تصریح کی ہے کہ ذرائع کا سدّ کرنا شریعت کے مقاصد میں سے ہے کیونکہ اس سے دین، عزت اور عفت کی حفاظت ممکن ہوتی ہے۔[31]

اختلاطِ مرد وزن سے اجتناب محض سماجی احتیاط نہیں بلکہ عبادت کی قبولیت اور روحانی پاکیزگی کے لیے لازم امر ہے۔ امام قرطبی کے نزدیک، عورت کی آواز اگر نرم اور دل آویز انداز میں ہو تو مرد کے لیے اس سے لذت یا فتنہ کا احتمال ہے، اس لیے عورت کو نرمیِ لہجہ سے روکا گیا۔[32]

3۔ نرمی، وقار، اور شرعی حدود میں گفتگو

قرآنِ مجید نے عورتوں کو مردوں سے گفتگو کے آداب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾[33]

"لہجے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ طمع کرے، اور بھلی بات کہو۔"

یہ آیت خطاب کے اسلوب کی شرعی بنیاد ہے۔ امام فخر الدین رازی کے مطابق "قولِ معروف" سے مراد وہ گفتگو ہے جس میں وقار ہو، شائستگی ہو، اور جس سے مقصدِ نصیحت حاصل ہو۔[34]

مرد عالم یا خطیب کے لیے بھی یہی اصول لازم ہیں۔ امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں داعی کے آداب میں یہ شرط رکھی کہ اس کی گفتگو میں وقار، سنجیدگی، اور نیتِ اخلاص نمایاں ہو، کیونکہ علم کا مقصد نفس کی تزکیہ ہے، نہ کہ دلوں کو فریفتہ کرنا۔[35]

4۔ علیحدہ انتظام (پردے یا پردہ دار مجلس کے پیچھے)

نبی ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ نے عورتوں کے لیے علیحدہ مجالس کا اہتمام فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے نمازِ عید کے بعد عورتوں کے پاس جا کر انہیں نصیحت فرمائی۔[36]

ائمہ وفقہاء نے اس سے استدلال کیا کہ عورتوں کے لیے علیحدہ مجلس یا پردے دار انتظام تعلیمِ دین کا مسنون طریقہ ہے۔ امام شوکانی نے فرمایا:

"فِيهِ مَشْرُوعِيَّةُ تَخْصِيصِ النِّسَاءِ بِمَجَالِسَ لِلتَّعْلِيمِ مَعَ رِعَايَةِ الْآدَابِ وَالْحُدُودِ"[37].

"اس حدیث سے عورتوں کے لیے مخصوص مجالسِ تعلیم کا مشروع ہونا ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ آداب وحدود کی رعایت ہو۔"

---

[31] Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿa (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2001), 4: 194

[32] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1967), 14: 179

[33] Al Ahzaab 32

[34] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Al-Tafsīr al-Kabīr (Cairo: Dār al-Fikr, 1981), 25: 185

[35] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2005), 2: 223

[36] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1407 AH), 1: 985

[37] Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī, Nayl al-Awṭār (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1997), 6: 331

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یہی طرزِ عمل بعد کے ادوار میں مدارس، مساجد اور خانقاہوں میں رائج رہا، جہاں مرد عالم یا واعظ پردے کے پیچھے یا علیحدہ نشست سے خواتین کو تعلیم دیتے تھے۔

5۔ موجودہ دور میں صوتی و آن لائن خطابات کے شرعی تقاضے

دورِ حاضر میں دعوت و تبلیغ کے ذرائع میں وسعت آ چکی ہے۔ مرد داعی جب خواتین سے آن لائن یا صوتی نظام کے ذریعے خطاب کرے تو بھی وہی شرعی آداب لاگو رہتے ہیں۔ اگرچہ جسمانی اختلاط موجود نہیں، تاہم فقہائے معاصرین نے اس پہلو پر تنبیہ کی ہے کہ آواز اور گفتگو کا لہجہ بھی فتنہ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ جدید ذرائع ابلاغ میں عورت و مرد کے مکالمے کے لیے "ضوابط الحشمۃ" (حیا کے اصول) کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، جیسے غیر رسمی گفتگو، نرمی لہجہ، یا بلاضرورت پیغام رسانی سے اجتناب۔[38]

معاصر فقہی مجالس (مجمع الفقہ الإسلامي، جدہ) نے 2019ء کی قرارداد میں وضاحت کی کہ اگر دعوتی یا تعلیمی گفتگو علمی، باحیا اور ضرورت کے دائرے میں ہو تو آن لائن خطابات جائز ہیں، لیکن اگر اس سے فتنہ یا تعلقاتِ غیر شرعیہ کا امکان ہو تو ناجائز قرار دیا جائے گا۔

6. مرد و زن کے لیے اخلاقی و ایمانی رہنما اصول

قرآنِ مجید میں مومن مرد و عورت کے لیے اخلاقی ضابطہ یوں بیان ہوا:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ... وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ (النور: 30–31)

"مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں... اور مومن عورتوں سے بھی کہو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔"

یہ حکم دونوں جنسوں کے لیے بنیادی اخلاقی تعلیم فراہم کرتا ہے۔ امام طبرسی نے لکھا ہے کہ یہ آیات معاشرتی طہارت کے اصولِ کلی ہیں، جن پر مرد و زن کی ہر نوع کی ملاقات و گفتگو کا دار و مدار ہے۔[39]

داعیانِ دین کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ حیا، اخلاص، اور نیتِ اصلاح کے ساتھ خطاب کریں، نہ کہ ظاہری تاثر یا شہرت کے لیے۔ اسی طرح خواتین کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ تعلیمِ دین کو حیا اور اطاعتِ الٰہی کے دائرے میں حاصل کریں۔ امام غزالی کے الفاظ میں:

"الْعِلْمُ بِلَا حَيَاءٍ فِتْنَةٌ، وَالدِّينُ بِلَا وِقَارٍ مَكْرُوهٌ"[40].

"علم اگر حیا سے خالی ہو تو فتنہ ہے، اور دین اگر وقار سے محروم ہو تو ناپسندیدہ ہے۔"

[38] Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Daʿwah fī al-Islām (Cairo: Dār al-Shurūq, 2001), 2: 156
[39] Al-Ṭabrisī, Faḍl ibn al-Ḥasan, Majmaʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1996), 7: 250
[40] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2005), 3: 118

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یہ ضوابط اس جامع حقیقت پر منتج ہوتے ہیں کہ شریعت نے عورتوں کی تعلیم و اصلاح کو واجب قرار دیتے ہوئے اس کے لیے حیا، پردہ، اور طہارت کے اصول قائم کیے۔ مرد و زن کے درمیان خطاب اگر انہی شرائط کے ساتھ ہو تو وہ عبادتِ ربانی اور نصیحتِ ایمانی کا درجہ رکھتا ہے؛ اور اگر ان ضوابط سے انحراف ہو تو یہی ذریعہ فتنہ و فساد کا سبب بن جاتا ہے۔

مبحثِ چہارم: عصرِ حاضر کے تناظر میں عملی اطلاق

عصرِ حاضر میں جب ذرائع ابلاغ و ابلاغِ عامہ نے انسانی معاشرت کے ہر گوشے میں رسائی حاصل کر لی ہے، دینی تعلیم و تربیت کا نظام بھی اپنے اثرات و تقاضوں کے ساتھ نئے ابواب کھول چکا ہے۔ عورتوں کی اصلاح و تعلیم کے لیے مرد علما و داعیان کا خطاب، خصوصاً جدید وسائط مثلاً جامعات، مدارس، سیمینارز، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے، اب ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ تاہم اس دینی ضرورت کے ساتھ شرعی ضوابط، اخلاقی حدود، اور فقہی اعتدال کی رعایت بھی ناگزیر ہے۔

1۔ دینی اجتماعات، مدارس و جامعات میں عورتوں کے لیے دروس کا نظم

اسلامی اداروں میں عورتوں کے لیے علیحدہ دروس و اجتماعات کا اہتمام نبی کریم ﷺ کی سنت سے ماخوذ ہے۔ صحیح بخاری میں امّ عطیہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عیدین کے موقع پر عورتوں کو وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دی۔[41] اسی اسوۂ نبوی کے تسلسل میں جامعات و مدارس کے نظام میں خواتین کے لیے علیحدہ تعلیمی مجالس قائم کی جاتی ہیں، جن میں خواتین اساتذہ کی موجودگی یا مرد علما کی پردے کے پیچھے تقاریر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

معاصر اسلامی اداروں جیسے جامعۃ الازہر (مصر) اور جامعۃ الإمام محمد بن سعود (سعودیہ عرب) میں خواتین کے لیے علحدہ دینی کورسز، وعظ و نصیحت کے پروگرام اور علمی مباحث کے انتظامات اس امر کی واضح مثال ہیں۔ فقہی اصول سدّ الذرائع کے تحت اگر اختلاط یا بے پردگی کا اندیشہ ہو تو علیحدہ انتظام واجب سمجھا گیا ہے تاکہ اصلاح کے ساتھ طہارتِ باطن و ظاہر کا تسلسل قائم رہے۔

2۔ میڈیا، آن لائن لیکچرز، اور سماجی ذرائع میں شرعی احتیاط

عصرِ حاضر میں آن لائن دروس، یوٹیوب لیکچرز، اور مذہبی پروگرامز نے علمی ترسیل کو وسعت دی ہے۔ تاہم فقہی و شرعی نقطۂ نظر سے مرد داعیان و علما کے لیے ضروری ہے کہ وہ خطاب میں صوتی آداب، نرمی اور غیر محرم عورتوں سے براہِ راست یا ذاتی نوعیت کی گفتگو سے اجتناب کریں۔ قرآنِ کریم نے فرمایا:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ [42]

"پس تم نرمی سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ میں مبتلا ہو جائے۔"

[41] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1987], 1: 985
[42] Al Ahzaab: 32 :

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یہ آیت اس اصول کی بنیاد ہے کہ عورت و مرد کے درمیان گفتگو اگر اصلاحی و دینی مقصد کے لیے ہو، تو وہ خشوع و وقار کے ساتھ ہونی چاہیے۔ جدید فقہاء جیسے شیخ عبد اللہ بن بیہ اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے آن لائن تدریس میں "نیت، مقصد، اور اسلوب" کو معیار قرار دیا ہے۔ شیخ القرضاوی لکھتے ہیں:

"Da'wah in the modern age demands communication, yet within the boundaries of modesty and spiritual discipline."[43]

"عصرِ حاضر میں دعوت کا تقاضا ابلاغ ہے، مگر وہ حیا اور روحانی ضبط کی حدود میں ہونا چاہیے۔"

3۔ جدید فقہی آراء (معاصر علماء کی آراء و فتاویٰ)

فقہی اکیڈمی (جدہ) اور دارالافتاء الازہر کے معاصر فتاویٰ میں اس امر کی اجازت موجود ہے کہ مرد عالم عورتوں کو دینی تعلیم دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ پردے اور غیر اختلاطی نظم کے ساتھ ہو، اور اس میں کوئی مفسدہ یا فتنہ پیدا نہ ہو۔ شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں:

"يجوز تعليم النساء إذا أُمنت الفتنة، وكان بين المدرس والنساء حجابٌ[44]".

"اگر فتنہ سے امن ہو اور استاد و خواتین کے درمیان پردہ موجود ہو تو عورتوں کو تعلیم دینا جائز ہے۔"

اسی طرح ڈاکٹر وہبہ الزحیلی فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لیے دینی تعلیم کی فراہمی مرد علما کی ذمہ داری ہے، بشرطیکہ اختلاط اور جسمانی یا جذباتی قربت نہ ہو۔[45]

4۔ امت کے دینی و تربیتی فائدے اور خطرات کا توازن

عورتوں کی دینی تربیت میں مرد خطباء کی شرکت کے واضح فوائد ہیں، جیسے صحیح تعلیماتِ دین کا فروغ، گھرانوں میں دینی فہم کا استحکام، اور نسلِ نو کی تربیت میں توازن۔ تاہم اس کے ساتھ فتنہ، غیر ضروری میل جول، اور جذباتی وابستگی کے خطرات بھی موجود ہیں۔ اسی لیے فقہی قاعدہ "درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح" کے اطلاق کے تحت شریعت نے احتیاط کو فوقیت دی ہے۔

یہ اصول فقہِ اسلامی کے عدلِ میزان کی علامت ہے کہ جہاں اصلاح کا پہلو غالب ہو وہاں اجازت دی جائے، اور جہاں فتنہ کا احتمال زیادہ ہو وہاں احتیاط کو لازم ٹھہرایا جائے۔

امام ابن تیمیہؒ نے اس توازن کو یوں بیان فرمایا:

"الدعوة إلى الله مشروعة، لكن مع رعاية حدود الشرع وسدّ الذرائع إلى الفتنة[46]".

"دعوت الی اللہ مشروع ہے، مگر اس کے ساتھ شرعی حدود اور فتنہ کے اسباب کے سدّ کا لحاظ ضروری ہے۔"

---

[43] Al-Qaradāwī, Yūsuf, Fiqh al-Da'wah [Beirut: Dār al-Shurūq, 2005], 2: 173
[44] Al-Fawzān, Ṣāliḥ ibn Fawzān, Al-Mulakhkhaṣ al-Fiqhī [Riyadh: Dār al-'Āṣimah, 1993], 1: 347
[45] Al-Zuḥaylī, Wahbah, Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuh [Damascus: Dār al-Fikr, 1997], 8: 125
[46] Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, Majmūʿ al-Fatāwā [Riyadh: Dār al-Wafā, 2004], 28: 201

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

عصرِ حاضر میں عورتوں کی اصلاح کے لیے مرد خطباء کا خطاب اس وقت تک مشروع اور مفید ہے جب تک وہ شرعی آداب، پردے کے تقاضے، اور دعوتی مصلحت کے تابع رہے۔ یہ وہ اعتدال ہے جس کے ذریعے امت علمی و روحانی توازن کے ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے، اور اسلامی معاشرت میں عورت کا کردار دینی بصیرت، عفت، اور شعور کے ساتھ نمایاں رہ سکتا ہے۔

عہد خلفاء راشدین میں اختلاط مرد وزن کی نوعیت: تعلیمی ضروریات میں مردوں کے معلمی کردار کا مطالعہ

عہدِ خلفائے راشدین کا علمی و تعلیمی ماحول اس حقیقت کا مظہر تھا کہ علم محض ایک صنفی امتیاز تک محدود نہ تھا بلکہ ایک اجتماعی دینی ضرورت کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسی ضرورت نے ایسے تعلیمی نظم کو جنم دیا جس میں مرد وزن کی شرکت فطری تقاضوں کے تحت موجود رہی، مگر یہ شرکت نہ تو غیر منضبط تھی اور نہ ہی اخلاقی حدود سے ماورا۔ تعلیم، حیا، وقار اور ذمہ داری—یہ چاروں عناصر اس عہد کے تعلیمی کلچر میں باہم پیوست نظر آتے ہیں، جہاں علم کا حصول مقصد تھا اور اس مقصد کے تحفظ کے لیے شرعی حدود ایک ناگزیر فریم ورک کی حیثیت رکھتی تھیں۔

تعلیمی ضرورت اور شرعی حدود کے باہمی توازن کا اظہار اس قرآنی اصول میں ملتا ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾[47]

مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

یہ ہدایت سماجی تعامل کے خاتمے کے بجائے اس کی تہذیب پر دلالت کرتی ہے، جہاں نگاہ اور نیت کی اصلاح کے ذریعے اجتماعی زندگی کو فتنہ سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہی اصول تعلیمی مجالس میں بھی کارفرما رہا، چنانچہ تعلیم کا دروازہ بند کیے بغیر اس کے اخلاقی آداب کو مستحکم کیا گیا.

مرد صحابہؓ کے معلمی کردار کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے حدیثی روایت ایک نہایت اہم زاویہ فراہم کرتی ہے:

»سَأَلَتِ النِّسَاءُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلَ لَهُنَّ يَوْمًا فِيهِ يُعَلِّمُهُنَّ.[48]«

عورتوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپؐ نے ان کے لیے ایک دن مقرر فرمایا جس میں انہیں تعلیم دیتے تھے۔ خلفائے راشدین کے دور میں یہی سنت علمی روایت کی صورت میں جاری رہی، جہاں مرد صحابہؓ—خصوصاً فقہ اور حدیث کے ماہرین—خواتین کو دینی مسائل میں رہنمائی فراہم کرتے تھے۔ اس معلمی کردار میں گفتگو کی نوعیت سوال و جواب تک محدود، نیت میں خلوص اور ماحول میں وقار غالب رہا، جس سے علم منتقل ہوا مگر صنفی حدود پامال نہ ہوئیں ۔

تعلیمی مجالس میں اختلاط کی عملی صورتیں مساجد کے نظم میں نمایاں تھیں، جہاں خواتین کی حاضری معروف اور تسلیم شدہ تھی:

»خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا.[49]«

مردوں کی صفوں میں بہترین پہلی صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں بہترین آخری صف۔

[47] Al-Qurʾān, Sūrat al-Nūr 24:30
[48] Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfāʾ al-ʿIlmiyya, 1330 AH), 4: 183
[49] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim (Cairo: al-Maṭbaʿa al-Miṣriyya, 1349 AH), 4: 159

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

یہ ترتیب اختلاط کے انکار کے بجائے اس کے نظم وضبط کو ظاہر کرتی ہے، جہاں فاصلہ، سمت اور ترتیب کے ذریعے اجتماعی عبادت و تعلیم کو محفوظ بنایا گیا۔ یہی نظم تعلیمی مواقع پر بھی رہا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاط کا مفہوم بے قید میل جول نہیں بلکہ باقاعدہ نظم کے ساتھ علمی شرکت تھا۔

تعلیم اور سماجی تحفظ کے اصول خلفائے راشدین کی عملی پالیسیوں میں بھی جھلکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں خواتین کا مسجد میں آنا، سوال کرنا اور علمی امور میں رہنمائی لینا معروف تھا، مگر اسی کے ساتھ آداب کی پابندی پر زور دیا جاتا تھا۔ ابنِ سعد روایت کرتے ہیں کہ خواتین مسائل دریافت کرتیں اور خلفاء وصحابہؓ نہایت سنجیدگی سے جواب دیتے، مگر گفتگو کو غیر ضروری طوالت یا ذاتی اختلاط کی طرف بڑھنے نہ دیا جاتا[50]. اس طرزِ عمل سے تعلیم کو فتنہ سے محفوظ رکھنے کا وہ سماجی شعور نمایاں ہوتا ہے جو محض قانونی نہیں بلکہ تہذیبی تھا۔

دیگر اہلِ علم نے بھی اس منہج کی تائید کی ہے۔ ابنِ عاشور کے نزدیک شریعت کا مقصود یہ ہے کہ معاشرتی تعامل باقی رہے مگر اخلاقی انحراف کے امکانات مسدود ہوں.[51] اسی طرح القشیری نے حیا کو علم کے منافی نہیں بلکہ اس کا محافظ قرار دیا، جو طالبِ علم اور معلم دونوں کے لیے یکساں لازم ہے[52].

عہدِ خلفائے راشدین کے اس تعلیمی نمونے کی معاصر تطبیق پر غور کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ مردوں کے معلمی کردار اور منضبط اختلاط کا یہ تصور آج کے تعلیمی اداروں کے لیے ایک متوازن فکری اساس فراہم کرتا ہے۔ یہاں نہ تو علم کے نام پر اخلاقی حدود کو معطل کیا گیا اور نہ ہی حدود کے نام پر علم کی راہ مسدود کی گئی۔ یہی وہ اعتدال ہے جو قرونِ اولیٰ کی علمی روایت کو زندہ، مؤثر اور قابلِ تقلید بناتا ہے، اور جو جدید تعلیمی تناظر میں بھی حیا، ضرورت اور مقصدیت کے درمیان ایک بامعنی ربط قائم کر سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام

عورتوں کی مجالس میں مرد کے خطاب کا مسئلہ ایک ایسا دینی و فقہی موضوع ہے جو نہ صرف نصوصِ شرعیہ بلکہ دعوتی و اخلاقی اصولوں سے گہری وابستگی رکھتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں عورتوں کی اصلاح، تعلیم اور تربیت امتِ مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے، جس کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کے عملی نمونے واضح رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے لیے علیحدہ مجالس قائم کیں، ان سے خطاب فرمایا، اور انہیں وعظ ونصیحت کے ذریعے دین کی معرفت عطا کی۔ یہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ عورتوں کی اصلاح میں مرد عالم یا داعی کا کردار شریعت میں جائز بلکہ مطلوب ہے، بشرطیکہ شرعی آداب کی رعایت کی جائے۔ فقہی مآخذ میں اس اجازت کی حدود متعین کی گئی ہیں، جن میں پردہ، حیا، غیر اختلاط، اور فتنے سے اجتناب بنیادی شرائط ہیں۔ فقہائے اربعہ کے مابین بھی اتفاق ہے کہ اگر تعلیم و دعوت کا مقصد خالص دینی ہو، اور اس میں فتنہ یا بے پردگی کا کوئی پہلو نہ پایا جائے تو اس عمل کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ تاہم سدّ الذرائع اور درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح کے اصولوں کے تحت احتیاط اور اعتدال کا التزام لازم ہے تاکہ اصلاح کے نام پر معاشرتی فساد یا اخلاقی بے راہ روی پیدا نہ ہو۔ عصرِ حاضر میں جب میڈیا، آن لائن دروس، اور جامعات کے نظام نے عورتوں تک دینی پیغام پہنچانے کے نئے ذرائع فراہم کیے ہیں، تو اس میدان میں شرعی ضوابط کی پابندی اور تقویٰ وحیا کے اصولوں کا لحاظ پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ معاصر علماء جیسے شیخ صالح الفوزان، ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، اور شیخ عبد اللہ بن بیہ کی آراء اس اعتدال کی نمائندہ ہیں جو نہ افراط

[50] Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Beirut: Dār Ṣādir, 1968), 8: 204
[51] Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Maqāṣid al-Sharīʿa al-Islāmiyya (Tunis: Dār al-Suḥnūn, 1946), 238
[52] Al-Qushīrī, Abū al-Qāsim, al-Risāla al-Qushīriyya (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1957), 112

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

کی راہ اپناتا ہے نہ تفریط کی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ عورتوں کی مجالس میں مرد کے خطاب کا شرعی جواز اپنی اصل میں اصلاحِ امت کا ایک اہم ذریعہ ہے، لیکن اس کے ساتھ اخلاقی و فقہی احتیاط، حجاب کا اہتمام، اور نیت کی پاکیزگی شرط ہے۔ جب یہ اصول ملحوظ رکھے جائیں تو ایسی تعلیم و دعوت نہ صرف جائز بلکہ امت کے علمی و تربیتی ارتقا کا ایک لازمی حصہ بن جاتی ہے۔ یہی توازن — جہاں علم و دعوت کا فروغ ہو اور فتنے کا سدّ — اسلامی فقہ و شریعت کا امتیاز ہے، جو عورت و مرد دونوں کے لیے روحانی طہارت، دینی فہم، اور معاشرتی وقار کے اعلیٰ معیار قائم کرتا ہے۔